اسلامیہ کالج لاہور کے قیام میں افغانستان کا کردار

ڈاکٹر نور الامین*

ڈاکٹر الطاف اللہ**

Abstract

This research study explores the contribution of the state of Afghanistan in the establishment of Islamia College Lahore (Punjab). Different elites and dignitaries of Afghanistan such as Amir Habibullah Khan, Prince Nasrullah, Dr. Abdul Ghani, Najaf Ali, Muzafar Khan Marwat, Nabi Bakhsh and Sultan Muhammad Khan extended their respective supports for the uplift of Islamia College Lahore from time to time. Anjuman Himayat-e-Islam which paved the way for the establishment of Islamia College Lahore in 1892 played a key role in bringing close links between the Muslims of India and Afghanistan. Indeed, common religious orientations and spiritual attachment provided cementing force to the Muslim population across the border. Being a Muslim state, Afghanistan provided its due support in the establishment of Islamia College Lahore. Hence, the present piece of research focuses on the contribution of Afghanistan in the establishment and promotion of the aforementioned educational institution.

تعارف

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں تعلیمی، سیاسی اور سماجی بیداری اور اصلاح کا شعور بیدار کرنے میں مختلف انجمنوں نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ ان انجمنوں کی کاوشوں کے ذریعے یکساں سوچ رکھنے والوں کو نہ صرف ایک سمت میسر آئی بلکہ انکی سوچ ایک وسیع تر قومی دھارے میں ڈھلنے لگی۔ اس طرح سوچ و فکر کی یہ ہم آہنگی ان انجمنوں کی

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ مطالعہ پاکستان، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور۔

** ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

وساطت سے دوسرے لوگوں اور خطوں تک پھیلتی گئی۔[۱] انیسویں صدی کے اواخر میں برصغیر پاک و ہند کے سیاسی و معاشرتی اُتار چڑھاؤ کے پسِ منظر میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا قیام اُن انجمنوں میں سے تھا جس کی بدولت اس خطے کے مسلمان نہ صرف تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے لگے بلکہ ان کی سیاسی، معاشی اور سماجی زندگیوں میں بھی تبدیلی آنے لگی۔

لاہور ہندوستان کا شیراز نہیں تو نیشا پور ضرور تھا اس لیے کہ مردم خیزی کی حیثیت سے لاہور دہلی سے دوسرے درجے پر تھا۔[۲] چنانچہ ۱۸۸۴ء میں لاہور میں انجمن حمایتِ اسلام کا قیام ظہور پذیر ہوا۔[۳] اس کے بانیوں میں خلیفہ حمید الدین، مولانا غلام اسد قصوری اور پیر شمس الدین کے نام شامل ہیں۔[۴] انجمنِ حمایت اسلام کی بنیاد حمید الدین نے رکھی جو اس کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ ان کے علاوہ منشی چراغ دین ڈاکٹر محمد دین ناظر اور منشی عبدالرحیم انجمن کے چیدہ چیدہ کارکنوں میں سے تھے۔ انجمن کا دفتر ایک کمرے میں قائم کیا گیا۔ انجمن ہر سال اپنے سالانہ جلسے منعقد کرتی تھی۔ اور ان کی صدرات کے لئے متعدد شخصیتوں کو مدعو کیا جاتا تھا۔ سر سید احمد خان، نواب محسن الملک، مولانا الطاف حسین حالی، شیخ عبدالقادر اور جسٹس شاہ دین نے انجمن کے جلسوں کی صدارت کی۔ مقاصد کے حصول کے لئے انجمن حمایت اسلام نے بے لوث جذبے کے ساتھ گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انجمن نے اپنی تعلیمی خدمات کا آغاز مسلمان بچیوں کے لئے پرائمری سکول کے قیام سے کیا۔ انجمن کا طریق کار علی گڑھ تحریک کی تعلیمی سلسلہ سے ملتا جلتا تھا۔۱۸۸۴ء میں دو سکول کھولے گئے جن کی تعداد دس سال کے عرصے میں پندرہ تک پہنچ گئی۔[۵]

مردانہ تعلیم کیلئے انجمن نے پہلا ادارہ شیرانوالہ گیٹ میں۱۸۸۹ء میں قائم کیا۔ یہ ایک پرائمری سکول تھا جسے مدرسۃ المسلمین کہا جاتا تھا۔ بعد میں اسے مڈل اور پھر ہائی سکول کا درجہ دیا گیا۔ آجکل یہ سکول اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ کے نام سے مشہور ہے۔

۱۸۹۲ء میں اسلامیہ کالج لاہور کی بنیاد ڈالی گئی اور اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ کے دو کمروں میں اسلامیہ کالج کی کلاسوں کا اجراء ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں ریلوے روڈ پر ۵۰ کنال اراضی حاصل کی گئی۔ جہاں اسلامیہ کالج لاہور ریلوے روڈ پر قائم کیا گیا۔ کالج کی عمارت کا سنگِ بنیاد افغانستان کے حکمران امیر حبیب اللہ خان نے رکھا جوکہ شہزادہ نصراللہ خان کا

بھائی اور امیر عبدالرحمن کا بیٹا تھا۔اس کے بعد اسلامیہ کالج سول لائنز، اسلامیہ کالج کینٹ اور حمایت اسلام لاء کالج قائم کئے گئے۔ انجمن نے تعلیمی اداروں کے علاوہ یتیم خانے دارالامان اور لائبریریاں بھی قائم کیں۔ انجمن کے قیام سے ١٩٧٢ء تک انجمن نے لاہور میں پانچ کالج قائم کئے جن میں دو مردانہ، ایک زنانہ، ایک لاء کالج اور ایک طبیہ کالج شامل تھیں۔ ان کے علاوہ تعلیم بالغان کے دو مراکز اور متعدد ہائی سکول قائم کئے۔ انہی اداروں میں اسلامیہ کالج لاہور بھی شامل تھا۔[٦]

اسلامیہ کالج لاہور کا قیام

یکم مئی ١٨٩٢ء کو جب اسلامیہ کالج قائم ہوا تو نبی بخش[٧] اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔پرنسپل بننے سے پہلے وہ اسلامیہ ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ وہ ١٨٩٨ء تک اسی کالج کا پرنسپل رہا۔ وہ کالج کے نظم ونسق کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ انجمن کی مالی ترقی کے لئے بھی کوشش کیا کرتے تھے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کا حکومت افغانستان سے تعارف انہی کی وساطت سے ہوا۔ نبی بخش نے اپنے چچا زاد بھائی سلطان محمد خان[٨] (میرمنشی، حکومت افغانستان) کے ذریعے امیر عبدالرحمان خان[٩] سے ملنے کے لئے افغانستان کا سفر اختیار کیا اور اُن کو انجمن کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ نبی بخش نے سات دن افغانستان میں گذارے۔ شہزادہ نصراللہ خان[١٠] نے انگلستان جاتے ہوئے جب لاہور میں قیام کیا تو اس موقع پر انجمن کو ایک ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ اپریل١٨٩٥ء میں نبی بخش انجمن کی مالی امداد کے سلسلے میں شہزادہ نصراللہ خان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک اور ذرائع کے مطابق ١٨٩٥ء میں شہزادہ نصراللہ خان نے انگلستان جاتے ہوئے لاہور میں ایک روز قیام کے موقع پر انجمن کو٣ ہزار ٥ روپے کا ایک معقول عطیہ دیا۔[١١]

شہزادہ نصراللہ خان جب ملکہ وکٹوریا[١٢] کی دعوت پر لندن گئے۔تو ڈاکٹر عبدالغنی نے ان دونوں کے درمیان بات چیت کیلئے ترجمانی کے فرائض سر انجام دیئے۔ شہزادہ نصراللہ خان اسلامی جذبے سے سرشار نوجوان ڈاکٹر عبدالغنی کی شخصیت سے متاثر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کو شہزادہ نصرہ اللہ خان نے اپنے والد صاحب کی طرف سے افغانستان آنے کی دعوت دی۔

۱۸ نومبر ۱۸۹۹ء کو افغانستان کے سفیر کرنل سردار محمد اسماعیل نے اسلامیہ کالج لاہورکا معائنہ کیا۔ اس موقع پر انھوں نے ایک سو روپے نقد دینے کے علاوہ اپنی جیب سے مستقل امداد دینے کا وعدہ کیا۔ سردار اسماعیل نے انجمن کو یقین دلایا کہ وہ ''انجمن کی درخواست دوبارہ استمداد امیر المومنین ضیاء الدین امیر صاحب سلطنت خداداد افغانستان کی خدمت میں بہت جلد روانہ کر کے انجمن کے لیے ایک معقول اور مستقل امداد کے حصول کی کوشش کریں گے۔''۱۳

ڈاکٹر عبدالغنی کی خدمات

ڈاکٹر عبدالغنی اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل بننے سے پہلے افغانستان میں تعلیمی سرگرمیو ں میں مگن تھے۔ انہوں نے ۱۹۰۳ء میں افغانستان میں جدید تعلیم کی بنیاد رکھی۔جن میں حبیبیہ سکول کا قیام شامل ہے۔ ڈاکٹر عبد الغنی۱۴ نے بطور پرنسپل اسلامیہ کالج لاہورکے معاملات میں گہری دلچسپی لی اور اپنے فرائض نہایت توجہ اور محنت سے انجام دیئے۔ انھوں نے کالج کے ہر شعبہ کو ترقی دینے کے لیے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا۔انجمن حمایت اسلام نے کالج کی اندرونی خرابیوں اور نقائص کو دور کرنے کے سلسلے میں ان کی کوششوں کو سراہا۔

ڈاکٹر عبدالغنی نے تقریباً دو سال کی ملازمت کے بعد ۱۰ستمبر۱۹۰۶ء کو استعفیٰ دے دیا۔ انجمن نے ان کے اس فیصلے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور ڈاکٹر صاحب کی حسن کارکردگی اور خدمات کو باقاعدہ تسلیم کرتے ہوئے ان کو خراج تحسین پیش کیا۔۱۵

اگرچہ ڈاکٹر عبدالغنی کا اسلامیہ کالج لاہور سے بطور پرنسپل تعلق منقطع ہو گیا لیکن انھوں نے کالج کے ساتھ اپنا تعلق برقرار رکھا اور اس کی ترقی میں اپنی حسب استطاعت حصہ لیتے رہے۔۱۶

مارچ۱۹۰۷ء میں افغانستان کے امیر حبیب اللہ خان۱۷ نے اسلامیہ کالج لاہور کی نئ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ امیرحبیب اللہ خان کے اس دورے کے سلسلے میں بھی ڈاکٹر عبدالغنی نے اہم کردار ادا کیا۔ بعد میں انھوں نے امیر حبیب اللہ خان کی لاہور میں آمد کی یادگار کے طور پر اسلامیہ کالج لاہور کے بی اے کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے

والے طالب علم کو ایک غیر معمولی تمغہ دینے کا اعلان کیا۔اس تمغے کے ایک جانب "فضلِ علمِ دینِ اسلام" اور دوسری جانب ''نشان خداداد مجوزہ نصرت سراج الملۃ و الدین'' کندہ کیا گیا اور اس کا نام ''تمغہ سراجیہ'' قرار پایا۔ انجمن کی مینیجنگ کمیٹی نے اس تمغہ کے اجراء پر ڈاکٹر عبدالغنی کا شکریہ ادا کیا۔[۱۸]

افغانستان کا کردار

انجمن حمایت اسلام نے اگرچہ مسلمانان پنجاب کی خواہشات و ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک کالج تو قائم کرلیا تھا لیکن یہ کالج ۱۸۹۲ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک کرایہ کے مکانوں میں گردش کرتا رہا۔ انجمن ابتداء ہی سے کوشاں رہی کہ کسی صورت کالج کی ایک اپنی مستقل عمارت بن جائے۔ ۱۹۰۲ء میں امیر حبیب اللہ خان نے کالج کے لیے ۶ ہزار روپے سالانہ کی امداد دینے کا اعلان کیا۔انجمن نے جب اسلامیہ کالج لاہور کی تعمیر کے لیے چندہ کی اپیل کی تو امیر حبیب اللہ خان کی توجہ پھر اس درسگاہ کی ضروریات کی طرف مائل ہوئی اور انھوں نے نہایت فیاضی سے کام لیتے ہوئے ۳۰ ہزار روپے کالج کی تعمیر کے لیے ارسال کیے۔[۱۹] ایک اور ذرائع کے مطابق امیر حبیب اللہ خان نے اسلامیہ کالج لاہور کی ترقی کا حال سن کر مسرت کا اظہار کیا۔ انھوں نے اس موقع پر کالج کے لیے ۲۰ہزار روپے دینے کا اعلان کیا۔[۲۰]

خواجہ کمال الدین نے حکومت افغانستان سے مالی امداد کے حصول کے سلسلے میں انجمن میں ایک تحریک پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''انجمن کے ممبروں میں زبانی ایک تحریک ہو رہی ہے کہ کوئی عرضداشت امیرِ افغانستان کی خدمت میں بھیجی جائے اب مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ انجمن حمایتِ اسلام پشاور کی عرضداشت پر امیر صاحب نے حکم دیا ہے کہ تحقیق کے بعد اگر واقعی انجمن پشاور مستحق ہو تو امیر صاحب ایک مکان اپنے خرچ سے بنوادیں گے۔ لہٰذا میرے نزدیک ایک عرضداشت امیر صاحب کی خدمت میں جانی چاہیئے''۔ خواجہ کمال الدین نے یہ رائے ظاہر کی کہ "ہمار ی انجمن کے استحقاق بہ سبب خدماتِ موجودہ کے شاید کل جہان کی انجمنوں سے زیادہ تر ایک مسلمان سلطنت میں ہو سکتے ہیں۔

یہ امر بہت جلد ہونا چاہیئے" انھوں نے کہا کہ کالج کے پرنسپل اگر اپنی ایامِ رخصت افغانستان میں بسر کرنا چاہیں تو ان کے ہاتھ یہ عرضداشت جانا خالی از فائدہ نہیں"۔**۲۱**

انجمن کے سیکرٹری نے اس کے بارے میں اراکین انجمن کو مطلع کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے "پہلے ہی محمد سلطان (چچازاد نبی بخش، پرنسپل) کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت شروع کر رکھی ہے اور ان کے صلاح و مشورہ سے عرضداشت بھیجنے کا انتظام کیا جائے گا"۔**۲۲**

انجمن حمایت اسلام نے کالج کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے افغانستان کے امیر حبیب اللہ خان کو مدعو کیا۔ انجمن کی انتظامی کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ امیر کے خیر مقدم اور استقبال کے لیے ایک مختصر سا وفد پشاور بھیجا جائے۔ چنانچہ خان صاحب، میاں حسین بخش، صاحبزادہ سید ظہور الحسن قادری، مولوی غلام اللہ قصوری، مولوی کرم بخش، شیخ عبدالحق، حکیم محمد علی، خواجہ احد شاہ، شیخ غلام محی الدین، خان نجم الدین، اور حاجی شمس الدین پر مشتمل ایک وفد نے ۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو پشاور ریلوے سٹیشن پر امیر حبیب اللہ خان کا استقبال کیا۔**۲۳**

۴جنوری ۱۹۰۷ء کو انجمن کے جنرل سیکرٹری میر شمس الدین اور صوفی غلام محی الدین نے حافظ احمد الدین (ترجمان، امیر حبیب اللہ خان، پرنسپل، حبیبیہ کالج ،کابل) کی وساطت سے علی احمد خان ایشک آفاسی سے ملاقات کرکے اس سے وفد کی امیر سے ملاقات کا وقت طے کرایا۔ ۶ جنوری کو تین بجے دوپہر ارکانِ وفد امیر حبیب اللہ خان سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ تمام اراکین کا ان سے تعارف کرایا گیا۔ امیرحبیب اللہ خان اس موقع پر فارسی میں گفتگو کر رہے تھے اور ایشک آفاسی ان کے ایک ایک جملے کا ترجمہ کرتے جاتے۔**۲۴**

چونکہ امیر افغانستان کو پہلے بمبئی جانا تھا لہٰذا یہ پروگرام بنایا گیا کہ بمبئی سے واپسی پر لاہور میں قیام کر کے وہ اسلامیہ کالج لاہور کے نئے عمارت کا سنگِ بنیاد رکھیں گے لیکن اُن کو بمبئی میں زیادہ قیام کرنا پڑا جس کے سبب اس تقریب کی تاریخ میں تبدیلی ناگزیر ہوگئی۔ افغانستان کے حکمران امیر حبیب اللہ خان کے استقبال کے لیے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس میں میاں محمد شفیع، میاں فضل حسین، مولوعلی محمد، سید محمد علی جعفری اور خان بہادر شامل تھے۔امیر حبیب اللہ خان کے دورہ لاہور کا پروگرام باربار تبدیل ہوتا رہا بالاخر وہ یکم مارچ

۱۹۰۷ء کو لاہور پہنچے۔ انجمن کو حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری کی وساطت سے معلوم ہوا کے امیر حبیب اللہ خان ۲ مارچ کو بوقت بارہ بجے اس تقریب میں شرکت کے لئے کالج پہنچیں گے۔۲۵ خلیفہ عمادالدین، میر شمس الدین اور شیخ غلام محی الدین صوفی نے امیر حبیب اللہ خان سے ملاقات کی اور یہ طے پایا کہ ۳ مارچ کی سہ پہر پانچ اور چھ بجے کے درمیان امیر افغانستان اسلامیہ کالج لاہور پہنچیں گے۔

۳ مارچ ۱۹۰۷ء کوٹھیک سوا پانچ بجے حبیب اللہ خان کی موٹر کالج کے احاطہ میں داخل ہوئی۔ ان کی آمد پر مشرقی دروازے کے قریب افغانستان کا قومی ترانا بجایا گیا۔۲۶ تقاریر کے بعد کالج کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب کا آغاز ہوا۔ امیر حبیب اللہ خان اپنے رفقاء اور انجمن کی استقبالیہ کمیٹی کے ہمراہ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں حبیبیہ ہال کا سنگ بنیاد رکھنا تھا۔ اس جگہ پر ایک نہایت قیمتی شامیانہ نصب کیا گیا تھا جس کے نیچے ایک نفیس کرسی رکھی گئی تھی۔ امیر حبیب اللہ خان وہاں جاکر بیٹھ گئے۔مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے چاندی کے ایک برتن میں انھیں چونا پیش کیا۔ جب کہ نواب فتح علی قزلباش نے چاندی کی بنی ہوئی ایک کارنڈی پیش کی۔ امیر حبیب اللہ نے اس قرنی کو لیکر اپنے ہاتھ سے چونا بچھا کر سنگِ مرمر کا ایک ۱۵×۹ انچ کا ٹکڑا نصب کیا جس پر یہ عبارت درج تھی۔۲۷

۷۸٦
اللھم بارک فیه
از یدِفیضِ شہ کابل زمیں
شد بنائے کاخ علم مومنیں
۱۳۲۵ ھجری

ترجمہ:اللہ تعالیٰ اس کالج میں برکت رکھے سرزمین کابل کے بادشاہ کے فیض سے اس علم کے محل کی بنیاد پڑی۔

سنگ بنیاد نصب کرنے کے بعد آپ نے اس کرنڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ

''ما ایں را نمے گزریم و خود بریں نگاہ داریم چہ ہمیں عبارت را کندہ کنانیدہ بدھید''

ترجمہ: ہم اس کونہیں چھوڑتے اور اسکو اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اس عبارت کو کندہ کاری کریں۔

اس سنگ بنیاد کے علاوہ سنگِ مرمر کا ایک اور پتھر جس کا طول و عرض ۲×۲ فٹ تھا ذیل کی عبارت کندہ کرا کر عارضی طور پر اس مقام پر لگادیا گیا جہاں اسے عمارت کی تعمیر کے بعد نصب کرنا تھا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم بفضلہٖ تعالیٰ بنائے ایں بیت العلوم انجمن حمایت اسلام لاہور امیر حبیب اللہ خان فرماں روائے دولتِ خداداِ افغانستان و ملحقات آں خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ بدست مبارکِ خود نہادند۔ شہرمحرم الحرام ۱۳۲۵ء ہجری۔فروری ۱۹۰۷ء، عیسوی۔

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انجمن حمایت اسلام پنجاب، لاہور کے اس بیت العلوم کی بنیاد افغانستان اور اس کے ساتھ ملحقہ سر زمین حکومت خداداد فرمان روائے اسکی بنیاد اپنے دستِ مبارک سے رکھا ہے۔

تقریب کے اختتام پر پولیس بینڈ نے برطانیہ کا قومی ترانہ بجایا۔ واپسی پر میر حبیب اللہ خان کو ایک صندوقچی پیش کی گئی جس میں سپاسنامہ، اعلیٰ درجہ کے کشمیری کاغذ پر نہایت اعلیٰ منقش خواجہ دل محمد کا لکھا ہوا قصیدہ اورکرنڈی وغیرہ چاندی کے اوزار رکھے ہوئے تھے۔ اس صندوقچی کو وہ بطورِ یادگار اپنے ہمراہ لے گئے۔[۲۸]

اسلامیہ کالج لاہور کے قیام میں افغانستان کے کردار پر خدشات

اسلامیہ کالج لاہور کے ابتدائی دور (۱۸۹۶ء-۱۹۱۰ء) میں ہندوستان کی بہت سے نامور شخصیات نے مختلف اوقات میں کالج کا دورہ کیا اور اس کے بارے میں اپنے تاثرات قلمبند کیے ۔

پنجاب کا لیفٹیننٹ گورنر میکورتھ ینگ[۲۹] (Mackworth Young) وہ پہلا اہم شخص تھا جو ۱۰مئی۱۸۹۷ء کو کالج کے معائنہ کیلئے آیا ۔

لیفٹیننٹ گورنر کے اس ’’فرمائشی دورے‘‘ کا سیاسی پس منظر دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس دور میں برطانوی حکومت کو اپنے مقبوضات بالخصوص ہندوستان کی سلامتی کی ہر وقت فکر لاحق رہتی تھی۔ بدیسی حکمرانوں کے اعصاب پر روسی خوف و ہراس مسلسل سوار رہا۔ ہندوستان پر روسی حملے کے ممکنہ خطرے کے پیش نظر برطانوی حکومت برابر اس کوشش میں لگی رہی کہ

افغانستان ہر صورت اس کے حلقہ اثر میں رہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے سیاسی اور فوجی دونوں حربے استعمال کیے۔

ادھر انجمن حمایت اسلام اور افغانستان کے مختلف حکمرانوں کے درمیان قریبی تعلقات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامیہ کالج لاہور کی عمارت کا سنگِ بنیاد افغانستان کے حکمران امیر حبیب اللہ خان نے رکھا تھا۔ اگرچہ یہ بات بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ انجمن افغانستان کے حکمرانوں سے تعلقات کے ضمن میں حکومت ہند کی ناراضگی اور اس بارے میں کسی غلطی فہمی کے پیدا ہونے سے بہت خائف رہی۔ مثلاً ڈاکٹر عبدالغنی کی بطور پرنسپل تقرری کے معاملے میں انجمن کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں حکومت ہند اس کے حکومت افغانستان کے ساتھ گذشتہ روابط کی بناء پر معترض نہ ہو اور ساتھ ساتھ یہ امر بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ انجمن کے بانی سیکرٹری میر شمس الدین اور افغانستان کی حکومت کے درمیان گہرے روابط موجود تھے۔

خلاصہ

اسلامیہ کالج لاہور کی تعمیر میں حکومتِ افغانستان گاہے بہ گاہے حصہ لیتا رہا۔ ١٨٩٤ء ہی سے انجمن حمایت اسلام اور حکومتِ افغانستان کے درمیان تعلقات قائم ہوئے۔ امیر عبدالرحمن کے دورِ حکومت میں انجمن حمایت اسلام پنجاب، لاہور اور اسلامیہ کالج لاہور نے مجموعی طور پر٤٠٠٥ روپے مختلف اوقات میں مالیاتی امداد حاصل کیا ۔ اسی طرح امیر حبیب اللہ خان نے انجمن حمایت اسلام پنجاب، لاہور اور اسلامیہ کالج لاہور کو مختلف مواقع پر٥٦٠٠٠ روپے دینے کا اعلان کیا تھا۔مختصراً یہ کہ اسلامیہ کالج لاہور کے قیام میں افغانستان کا کردار بحیثیت مالیاتی امداد ٦٠١٠٥ روپے رہا۔

انجمن کے مختلف اداروں نے تحریک پاکستان کے دوران بے مثال خدمات سر انجام دیں۔ انجمن کے سالانہ اجلاس مسلم لیگ کے اجلاس سمجھے جاتے تھے۔ اور اُن میں ممتاز مسلم لیگی راہنما شریک ہوتے تھے۔ انجمن کے سالانہ جلسوں میں پاکستان کے حق میں قراردادیں پاس کی جاتی تھیں۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے طلباء اور اساتذہ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسلامیہ کالج کے طلباء مسلم لیگ کے بہترین کارکن تھے اور تحریک

پاکستان کے دوران ان طلباء نے قیام پاکستان کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسلامیہ کالج کے طلباء نے مسلم لیگ کے پیغام کو ملک کے کونے کونے میں پھیلایا۔ اسلامیہ کالج کے تاریخی گراؤنڈ میں قائداعظم نے پاکستان کا پرچم لہرایا۔ اسلامیہ کالج کے طلباء قائداعظم کے جان نثار ساتھی اور کارکن تھے۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے تاریخی جلسے کو کامیاب بنانے میں اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء نے قابل ذکر کردار ادا کیا اور قائداعظم کو جلسہ گاہ تک بحفاظت پہنچایا تھا۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے طلباء نے جناب حمید نظامی کی قیادت میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی۔ جس نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کا بھر پور ساتھ دیا۔ سر شفیع، علامہ اقبال، سر عبدالقادر اور سر فضل حسین جیسے نامور حضرات انجمن حمایت اسلام کی صدارت پرفائز رہ چکے تھے۔ دو قومی نظریئے کی اشاعت وترویج کے لئے انجمن نے عملی مظاہرے کئے۔ لاہور اور پنجاب میں تحریک پاکستان کے حق میں تحریک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے طلباء نے منظّم کی۔ انجمن نے علامہ اقبال کے پیغام کو ملک کے کونے کونے تک پہنچایا۔ انجمن کے سالانہ جلسوں کے ذریعے سر سید احمد خان، نواب وقارالملک، مولانا الطاف حسین حالی اور سر عبدالقادر نے مسلمانوں کی رہبری کی۔

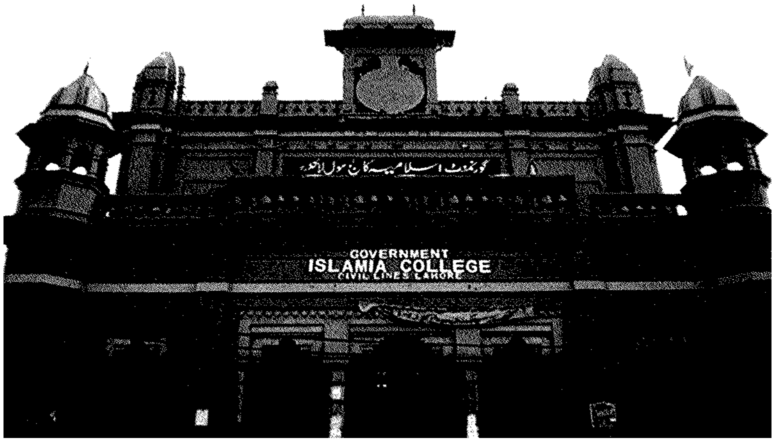

Source: www.giccl.edu.pk

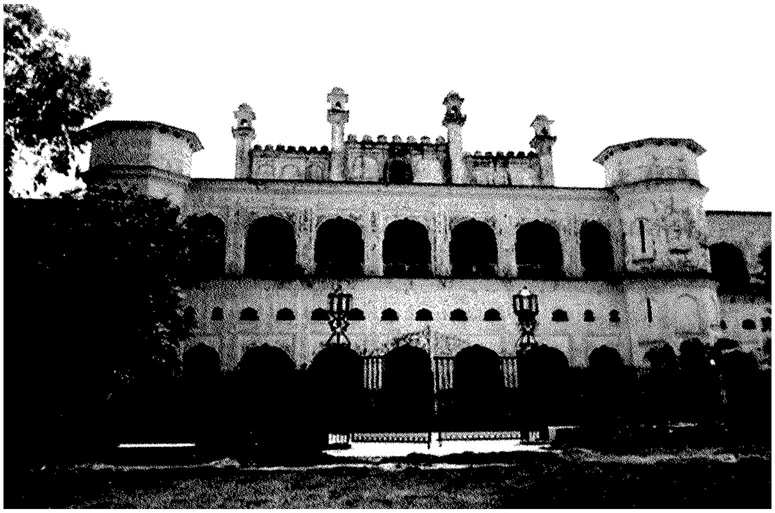

انجمنِ حمایتِ اسلام (۱۸۸۴ء)

Source http//:historypak.com/ anjuman-himayat-i-islam/

دورہ انگلینڈ۱۹۸۵ء کے موقع پر شہزادہ نصراللہ ملکہ وکٹوریہ سے ملاقات کر رہا ہے۔

Source : ttp//:en.wikipedia.org/ wiki/ Nasrullah_khan_) Afghanistan(#visit_to_England

حبیبیہ حال، اسلامیہ کالج، لاہور

Source :www.giccl.edu.pk

حوالہ جات

۱۔ احمد سعید، ''انجمن خاتونان اسلام لاہور(۱۹۱۳ء-۱۹۰۸ء) پیسہ اخبار کے آئینے میں''، *مجلّہ تاریخ و ثقافت پاکستان*،اکتوبر ۱۹۹۳ء-اپریل ۱۹۹۴ء،ص ۶۷۔

۲۔ سید نیاز احمد ترمذی، ''لاہور قدیم کا علمی و ادبی طبقہ''، ماہنامہ *ادب لطیف*، جلد دوم، شمارہ ۵، جنوری ۱۹۳۶ء،ص۱۰۔

۳۔ اردو دائرہ، *معارفیہ اسلامیہ انسائیکلو پیڈیا*،جلدنمبر۲، پنجاب دانش گاہ، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۲۔

۴۔ سید قاسم محمود، *پاکستان کا انسائیکلو پیڈیا*، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۴۸۵

۵۔ ۱۹۲۵ء میں لڑکیوں کے لئے مڈل سکول کھولا۔ جس کو ایک سال کے عرصے میں ہائی سکول کا درجہ دیدیا گیا۔

انجمن نے مردوں اور عورتوں دونوں کی تعلیم کا بندوبست کیا۔۱۹۳۸ء میں اسلامیہ کالج کوپر روڈ برائے خواتین کی بنیاد ڈالی گئی اور ۱۹۳۹ء میں کریسنٹ ہوسٹل میں ۷۵ طالبات کے ساتھ اسلامیہ کالج کوپر روڈ برائے خواتین کی کلاسوں کا اجرا ہوا۔ اس ادارے نے جلد ہی بہت ترقی کی اور ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۳ء میں یہاں پر ایم۔ اے عربی اور جغرافیہ کی کلاسیں شروع ہوگئیں۔

۶۔ احمد سعید، *اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ ۱۸۹۲ء تا ۱۹۹۲ء*، جلد اول، ادارہ تحقیقات پاکستان،

دانشگاہ پنجاب، لاہور، 1992ء،ص ۱۰۔

۷۔ نبی بخش اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل بننے سے پہلے اسلامیہ ہائی سکول کے ہیڈماسٹر کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔ نبی بخش نے بی اے کی ڈگری گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی تھی۔

۸۔ فیض احمد فیض کے والد کا نام سلطان محمد خان تھا۔ سلطان محمد خان نے عربی، فارسی اور انگریزی میں مہارت حاصل کی۔ ہندوستان میں آئے ہوئے افغانستان کے ایک وفد کی دعوت پر افغانستان چلے گئے۔ امیر عبد الرحمان نے انہیں افغان شہزادوں کا تالیق مقرر کیا۔ بعد ازاں افغانستان کے سفیر مقرر ہو کر ہندوستان تعینات ہوئے۔ تین سال اسی عہدے پر فائز رہے اور اس دوران وکالت کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔

۹۔ عزیز ہندی، *زوالِ غازی امان اللہ خان*، ملتان سنٹر جیل مئی۱۹۳۱ء،ص ۵۴۔

۱۰۔ عبدا لقدیر نجفی، *برصغیر پاک و ہند کی تحریک آزادی کا ایک عظیم مجاہد،* ڈاکٹر عبد الغنی جلال پوری، مکتبہ معارف نجف، لاہور،۱۹۸۹ء، ص ۹۔

۱۱۔ احمد سعید، *اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ۱۹۸۲ء تا ۱۹۹۲ء*، جلد اول، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، 1992ء، ص۴۷۔

۱۲۔ ۱۸۳۷ء سے لے کر ۱۹۰۲ء تک وکٹوریہ کا دورِ حکومت شمار کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ محمد ولی (زلمی)، *وہ استبداد او مطلقیت پہ مقابل کی د ذینیو افغانانو ملی مبارزی* (پشتو)، دہ میوند مطبعہ، کابل، ۱۹۸۲ھ، ص ۹۳۔

۱۴۔ ڈاکٹر عبدالغنی جلال پوری جٹاں، ضلع گجرات میں ۱۸۶۰ پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے زیادہ خدمات افغانستان میں انجام دئے۔ وہ افغانستان میں کئی عہدوں پر فائز رہے۔ مثلا ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن افغانستان، پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور، چیف میڈیکل آفیسر کابل، پرائیوٹ انگلش سیکریٹری امیر عبد الرحمٰن و امیر حبیب اللہ خان، ممبر کونسل آف امیر امان اللہ خان اور ممبر لجسلیٹو کونسل افغانستان۔

۱۵۔ عبدالقدیر نجفی، ڈاکٹر عبدالغنی جلال پوری، مکتبہ معارف نجف، لاہور، ۱۹۸۹ء،ص۳۸۔

۱۶۔ دسمبر۱۹۰۶ء میں جب کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے چندہ جمع کرنے کا کام زور و شور سے جاری تھا تو انجمن کے سیکرٹری میر شمس الدین نے یہ اعلان کیا کہ ہمیں یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ اسلامیہ کالج لاہور کے لائق اور ہر دلعزیز سابق پرنسپل ڈاکٹر عبدالغنی نے بھی کابل میں اپنے ہندوستانی بھائیوں کی طرف سے اسلامیہ کالج لاہور کی تعمیراتی کام میں دو ہزار روپے کی لاگت سے ایک کمرہ بنوانے کی تحریک کی ہے اور چندہ ایسی سرگرمی سے جمع ہو رہاہے کہ گویا موصوف پہلے ہی سے اس کام پر آمادہ تھے۔

۱۷۔ امیر حبیب اللہ خان کے عہد کا پہلا کام افغانستان کی پہلے لجسلیٹو کونسل کا قیام تھا، سردار نصراللہ خان کو اس کونسل کا صدر بنایا گیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی اور مولانا نجف علی کو اسکی رکنیت کا اعزاز ملا۔

۱۸۔ عزیز ہندی، *زوالِ غازی امان اللہ خان*، ملتان سنٹر جیل مئی ۱۳۹۱،ص۷۲۔

۱۹۔ احمد سعید، *اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ۱۸۹۲ء تا ۱۹۹۲ء*، جلد اول، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور،۱۹۹۲ء،ص۱۹۔

۲۰۔ ایضاً،ص ۲۱۔

۲۱۔ اللہ بخش یوسفی، *سرحد اور جدجہد آزادی*، مرکزی اردو بورڈ، لاہور،۱۹۶۷ء،ص۴۷۱۔

۲۲۔ سید مظہر جمیل، *ذکرِ فیض، محکمہ ثقافت*، سیاحت وہ نوادرات، حکومتِ سندھ،۲۰۱۳ء،ص۳۷۔

۲۳۔ عزیز ہندی، *زوالِ غازی امان اللہ خان*، ملتان سنٹر جیل مئی،۱۹۳۱ء،ص۵۱۔

24- http//:ocac.punjab.gov.pk

۲۵۔ یکم مارچ کی شام لاہور کے ڈپٹی کمشنر نے ان کے پروگرام میں ۱۲ بجے کی بجائے چار بجے سہ پہر کی تبدیلی کی خبر دی۔۲ مارچ کی صبح کو دوبارہ یہ اطلاع ملی کہ امیر افغانستان صبح ساڑھے دس بجے تشریف لا رہے ہیں۔ پروگرام میں ان تبدیلیوں کے سبب تقریب کے منتظمین کی گھبراہٹ اور پریشانی ایک لازمی امر تھا۔

۲۶۔ احمد سعید، *اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ۱۸۹۲ء تا ۱۹۹۲ء*، جلد اول، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور،۱۹۹۲ء ،ص۴۹۔

۲۷۔ ہفت روزہ *حمایت اسلام*،۱۲ جون۱۹۸۴ء،ص۱۶۔

۲۸۔ روزنامہ *پیسہ اخبار*،۱۰/ا اکتوبر ۱۹۰۸ء،ص۳۔

۲۹۔ ۱۸۴۰ء میں سر ولیم میکورتھ ینگ پیدا ہوا تھا۔ وہ انڈین سول سروسز کا ممبر تھا۔ آپ ۱۸۹۷ء سے لے کر۱۹۰۲ء تک پنجاب کا لیفٹنٹ گورنر تھے۔ وہ ۱۹۲۴ء میں وفات پا گئے۔